حضرت
خالد سیف اللہ رضؓ
ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین دہلی

بسلسلہ حالاتِ صحابہؓ نمبر ۳

حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ

جس میں حضرت خالد بن ولیدؓ کا حسب، نسب، پیدائش، بچپن کے حالات اور جوانی و زندگی کے مجاہدانہ کارنامے، اور وفات تک کی سرگرمیوں کے حالات، اور آپ کی سیرت واخلاق کی تفصیل ہے۔

از انیس احمد بلند شہری

ناشر

ادارہ اشاعتِ دینیات، حضرت نظام الدینؒ نئی دہلی ۱۳

(قیمت ۳۷ نئے پیسے)

فہرست عنوانات

اس کتاب کے مآخذ ابن سعد ابن عساکر فتوح البلدان وغیرہ کتابیں ہیں۔

حضرت خالد سیفُ اللہ رضی اللہ عنہ،

نسب نامہ ابو سلیمان خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی اس سے آگے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کا شجرہ ایک ہی ہے، آپ کا خاندان بنو مخزوم کہلاتا ہے، اور یہ بھی قبیلہ قریش میں سے ہے۔

خاندان کی شرافت جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان سارے عرب میں شہرت والا تھا اسی طرح آپ بھی ایسے خاندان میں پیدا ہوئے تھے جو عرب کے تمام خاندانوں میں اونچا سمجھا جاتا تھا اور بہادری، دلیری، پاکبازی، محنت، جفاکشی، سخاوت وہمدردی میں ممتاز خیال کیا جاتا تھا۔ چنانچہ آپ کے آبا و اجداد میں بعض ایسے بھی گزرے ہیں جن کے حالات میں یہ سب خوبیاں پائی جاتی ہیں، ابو وہب بن عمرو جو ہمارے نبی کے والد کے ماموں ہیں۔ اپنی قوم سے فرماتے ہیں اس وقت جبکہ خانۂ کعبہ کو نئے سرے سے بنایا جا رہا تھا " اے لوگوں تم خانۂ خدا کو بنا رہے ہو جس میں خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ دیکھو اس میں ایسا پیسہ نہ لگنے پائے

جو حرام ہو۔ نہ کسی فاحشہ عورت کا پیسہ لگنا چاہیئے اور نہ سود اور ظلم کا۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے اس خاندان کے رشتہ داری کے بھی تعلقات قائم تھے اور آخر میں حضرت میمونہ ازواج النبیؐ بھی اسی خاندان کی تھیں۔

پیدائش

آپ کی پیدائش کی صحیح تاریخ تو معلوم نہیں البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہم عمر ہیں، کیونکہ دونوں بچپن میں ساتھ ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپس میں کشتی ہوگئی تو آپ نے حضرت عمرؓ کی پنڈلی توڑ دی تھی۔

آپ کے والد

آپ کے والد سرداران قریش میں سے تھے، سمجھ بوجھ اور تقریر و بیان میں عرب بھر میں شہرت تھی۔ عزت و عظمت کا دلوں پر سکہ جما ہوا تھا، اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے ہی شراب چھوڑ چکے تھے۔ چوری کے جرم ہاتھ کاٹنے کی سزا انھیں نے مقرر کی تھی، اس لئے "عدلِ قریش" کے نام سے پکارے جاتے تھے، خانہ کعبہ کا غلاف ہر دوسرے سال اکیلے ہی اپنے خرچہ سے تیار کرا کر چڑھاتے تھے، جبکہ دوسرے سال تمام قریش مل کر چڑھاتے تھے، حاجیوں کو منیٰ کے میدان میں کھانا کھلانا، پانی پلانا عام عادت تھی۔ جس کی وجہ سے سارا عرب تعریف کرتا تھا۔ پھر اللہ کا دیا مال و دولت کی بھی کمی نہ تھی۔ خانہ کعبہ کا ادب و احترام دل میں اتنا تھا کہ کبھی اس میں پاک جوتیاں پہن کر بھی داخل نہ ہوئے۔

شوق شکار و دیگر اوصاف

حضرت خالد رضی اللہ عنہ دولت مند گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اس لئے کمائی کی فکر تو

تو تھی ہی نہیں اس لئے سیر و شکار کا شوق خوب تھا۔ گھوڑے کی سواری کے مشاق تھے۔ رات دن گھوڑے کی دوڑ سے کام تھا۔ اسی شوق نے انہیں بہادر، تیر انداز، پھرتیلا، اور مجاہد بنا دیا تھا۔ اس زمانے میں کوئی فوجی اسکول تو تھا نہیں، شکار کے میدان ہی آپ کی تربیت گاہ تھیں، جنگی مہارت جو بعد میں پیدا ہوئی بچپن کے انہیں دلچسپ کاموں سے ہوئی، دشمن کی چلت پھرت پر کڑی نگاہ رکھنا، ارادہ میں پختگی، موقع تاک کر دشمن پر اچانک وار کرنا یہ سب باتیں آپ کے بچپن کے کھیل کود اور سیر و شکار ہی سے حاصل ہوئیں۔

اسلام سے دشمنی کے کارنامے

جب ہمارے نبی ؐ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا تو عرب کے تمام سرداروں نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی عرب کے مشہور سرداروں میں سے تھے۔ اس لئے آپ بھی ہمارے نبی کے دشمن ہو گئے۔ اور حضرت خالدؓ کو اپنے باپ کے ورثہ میں یہ اسلام دشمنی حاصل ہوئی، اس لئے آپ بھی برسوں تک اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینے میں کوشش کرتے رہے۔

پھر ہمارے نبیؐ کی کفار مکہ سے جتنی لڑائیاں ہوئیں سب میں کفار کی طرف سے سب سے زیادہ جان جوکھوں میں ڈالنے والے آپ ہی تھے، اُحد کی لڑائی میں عین اس وقت جبکہ مسلمان فتح پانے کے بالکل قریب تھے۔ حضرت خالدؓ نے اپنی ہوشیاری سے پہاڑ کے پیچھے سے ایکدم

مسلمانوں پر حملہ کردیا، اور مسلمانوں کی فتح ہار سے بدل گئی، خندق کی لڑائی میں کافروں کی طرف سے رات رات بھر اور دن دن بھر خندق کے چاروں طرف اس لئے چکر کاٹتے رہے کہ کسی جگہ سے خندق کمزور ہو یا مسلمان غافل ہوں تو مسلمانوں پر حملہ کردیا جائے۔

حدیبیہ کی صلح کے موقع پر مسلمانوں کے ایک قافلہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ پھر دوسرے موقع پر ارادہ کیا کہ جس وقت ہمارے نبیؐ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوں اس وقت صحابہؓ پر بے خبری میں حملہ کردیں، مگر اللہ تعالےٰ نے ہمارے نبیؐ کو آپ کے ارادہ سے خبردار کردیا، اور صحابہؓ کرام کو صلوٰۃ خوف[1] کا حکم دیا۔

اسلام قبول کرنا

آخر وہ دن بھی آیا جب آپ کی اسلام دشمنی ختم ہوئی، وہ تلوار جو ہر وقت مسلمانوں کی گردنوں کے کاٹنے کے لئے تیار رہتی تھی، اب وہی تلوار کفار و مشرکین کو جہنم رسید کرنے کے لئے تیار ہوتے والی تھی، اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کی زندگی کا نقشہ بالکل بدل گیا۔ اپنے اسلام لانے کی کہانی آپ خود ہی بڑے مزے کے ساتھ سناتے ہیں۔ سنئے۔

"جب خدائے تعالیٰ نے مجھ پر اپنا فضل نازل فرمانا چاہا تو

---

[1] صلوٰۃ خوف، لڑائی کے وقت میں نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک دستہ باری باری سے نماز میں مشغول رہتا ہے اور دوسرا دستہ دشمن کے سامنے کھڑا رہتا ہے۔

اس نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا کر دی اور مجھے سوچنے، سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی، میں سوچا کرتا تھا کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہر جنگ میں لڑے لیکن ہمیشہ ہی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور ہم اسلام کی شان و شوکت کو مٹانے میں کامیاب نہ ہو سکے، آہستہ آہستہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ میں ایک غلط راستے پر کھڑا ہوں، کوئی غیبی طاقت ہے جو بہت زور سے میرے دل میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے جگہ پیدا کر رہی ہے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضا کے لئے مکہ معظمہ تشریف لائے تو میں مکہ سے نکل گیا اور جب تک حضورؐ وہاں رہے میں وہاں داخل نہ ہوا، میرے بھائی ولید جو مسلمان ہو چکے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضورؐ نے مجھے طلب فرمایا لیکن میں کہاں تھا؟ اس پر میرے بھائی نے مجھے یہ خط لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مجھے تعجب ہے کہ تم اسلام سے اس قدر برگشتہ کیوں ہو، حالانکہ جس عقل کے تم مالک ہو وہ کبھی بھی اسلام کے حقیقی نور سے بے بہرہ نہیں رہ سکتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تمہارے متعلق دریافت فرمایا اور پوچھا کہ خالد کہاں ہیں؟ میں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ خالدؓ کو اللہ ہی لائے تو آئے۔ آپ نے فرمایا کہ خالد جیسا شخص کبھی اسلام کی حقیقت سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر مشرکین سے لڑتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا، اے برادر تم بہت دنوں تک گمراہی میں رہے ہو اب حقیقت کو پہچانو اور سیدھے راستے پر آجاؤ۔"

یہ خط پڑھ کر میرے دل پر پڑے ہوئے تاریک پردے پھٹ گئے اور اسلام سے مجھے رغبت پیدا ہوگئی۔ سب سے زیادہ خوشی مجھے اس گفتگو سے ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے متعلق میرے بھائی سے کی تھی، آخر میں نے مکہ سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا۔

انھیں ایام میں مَیں نے یہ خواب بھی دیکھا کہ میں ایک ویران چٹیل اور تنگ جگہ میں ہوں لیکن خدائے تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی، اور میں وہاں سے نکل کر فراخ اور سرسبز و شاداب میدان میں آگیا جب میں نے مکہ سے نکلنے کی تیاری مکمل کرلی تو میں صفوان بن امیہ سے ملا، اور اس سے کہا اے ابو وہب! تم دیکھتے ہو کہ محمدؐ عرب اور عجم پر غالب آگئے ہیں اگر ہم ان کے پاس جاکر ان کی اطاعت قبول کرلیں تو جو شرف ان کو حاصل ہونے والا ہے اس میں ہم بھی حصہ دار بن جائیں گے، صفوان نے جواب دیا کہ اگر ساری دنیا بھی محمدؐ کو قبول کرلے اور میرے سوا ہر شخص مسلمان ہوجائے تب بھی میں ان پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ میں نے یہ سُن کر اپنے دل میں کہا کہ یہ بیچارا مجبور ہے کیوں کہ اس کا باپ اور اس کے بھائی جنگ بدر میں مارے جاچکے ہیں، اس کے بعد میں عکرمہ بن ابوجہل سے ملا اور وہی بات جو میں نے صفوان سے کہی تھی اس سے بھی کہی، اس نے بھی وہی جواب دیا جو صفوان نے دیا تھا اور یہ بھی کہا کہ تم "صابی" ہوگئے ہو میں نے کہا میں "صابی" نہیں ہوا مسلمان ہوا ہوں۔

تب عکرمہ نے کہا خدا کی قسم خواہ سارے قریش اسلام لے آتے مگر مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی، میں نے پوچھا کیوں ؟ عکرمہ نے جواب دیا تم وہ وقت بھول گئے جب بدر کے موقع پر تمہارے چچا اور چچازاد بھائی قتل ہوئے تھے کم از کم تمہیں تو اسلام نہیں لانا چاہیئے تھا، کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ قریش مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیئے تیار بیٹھے ہیں اس موقع پر تم ان سے علیحدگی اختیار کرنے لگے ہو میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ سب باتیں جاہلیت کی نشانی ہیں میں ایسی حمیت کا قائل نہیں۔ جس وقت مجھ پر حق ظاہر ہو گیا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان باتوں کو اپنے تک محدود رکھے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے، یہ بات اس نے قبول کر لی اور کہا میں ان کا کسی سے ذکر نہ کروں گا۔

عکرمہ کے بعد میں عثمان بن طلحہ رض سے ملا جو میرا دوست تھا۔ پہلے تو میں نے وہی باتیں اس سے بھی کہنے کا ارادہ کیا لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ اس کا باپ طلحہ، چچا عثمان اور چار بھائی جنگ احد میں قتل کیے جا چکے ہیں کہیں یہ بھی مجھے وہی جواب نہ دے، اس لیئے میں نے خاموش رہنا چاہا لیکن زیادہ دیر تک خاموش نہ رہ سکا اور بات کہتے ہی بن پڑی، میں نے اس سے کہا کہ ہماری مثال اس لومڑی کی سی ہے جو بھٹ میں چھپی ہوئی ہے لیکن بھٹ میں اگر کثرت سے پانی ڈالا جائے تو اسے وہاں سے نکلنا ہی پڑتا ہے۔ تمہیں یہ نظر آ رہا ہے کہ

مسلمان ہم پر غالب آجائیں گے۔ کیوں نہ ہم پہلے ہی اسلام قبول کریں
میری توقع کے بالکل خلاف عثمان نے فوراً آمادگی ظاہر کردی۔

اس کے بعد مدینے چلنے کی بات ہوئی اور طے پایا کہ اگلے روز صبح سویرے ایک مقام پر ہم دونوں پہنچ جائیں اور جو پہلے پہنچ جائے وہ دوسرے کا انتظار کرے دوسرے روز ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا کہ ہم دونوں مقررہ جگہ پر پہنچ گئے، اور وہاں سے مدینہ کی راہ لی، جب ہم ھَدّہ کے مقام پر پہنچے تو ہمیں عمرو بن العاص رضؓ ملے جو حبشہ سے آرہے تھے، سلام کے بعد انھوں نے مجھ سے پوچھا، ابو سلیمان! کہاں کا ارادہ ہے، میں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں اور میں مسلمان ہونے کے لئے مدینہ جارہا ہوں، عمرو بن العاص نے کہا: "میں بھی مسلمان ہونے کے ارادے سے حبشہ سے آرہا ہوں۔"

چنانچہ ہم اکٹھے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، جب مدینہ پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا، ہم نے اپنے اونٹ بٹھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی تیاری کرتے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہمارے آنے کی خبر پہنچ گئی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: "مسلمانو! مکہ نے اپنے جگر گوشے نکال کر تمہارے سامنے ڈال دیئے ہیں۔"

میں نے نئے کپڑے پہنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلا، راستے میں مجھے میرے بھائی ملے وہ کہنے لگے جلدی چلو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے آنے سے بہت مسرور ہیں اور تمہارا انتظار فرما رہے ہیں، چنانچہ ہم سب جلدی جلدی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جس وقت میں حضورؐ کے سامنے پہنچا تو حضورؐ مسکرا رہے تھے، میں نے قریب جاکر السلام علیکم کہا۔ حضورؐ نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ سلام کا جواب دیا میں نے کہا،

"حضور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی، مجھے یہی امید تھی کہ تمہاری عقل بالآخر سیدھے راستے کی طرف ضرور تمہاری رہنمائی کرے گی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں آپ کے خلاف کئی جنگوں میں لڑ چکا ہوں آپ اللہ سے میرے اس گناہ کی معافی کے لئے دعا فرماویں آپ نے فرمایا اسلام تمام پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

میں نے کہا کیا واقعی؟ آپ نے فرمایا، "ہاں"۔

اس کے بعد آپ نے یہ دعا فرمائی۔

"اے اللہ خالد کی پچھلی تمام لغزشوں کو جو اس سے تیرے دین کی مخالفت کرتے ہوئے سرزد ہوئیں معاف فرما"۔

میرے بعد عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ آگے بڑھے اور انھوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی، ہم صفر ۸ھ میں مدینہ پہنچے تھے خدائے تعالیٰ کی قسم جس دن سے میں نے اسلام قبول کیا اس دن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور دوسرے صحابہؓ کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے تھے اور ہر موقع پر مجھے بھی دوسرے صحابہؓ کے ساتھ شریک فرماتے تھے۔ رہنے کے لئے حضورؐ نے اپنے ان مکانوں میں سے جو حارثہ بن نعمانؓ نے حضورؐ کو پیش کیے تھے۔ ایک مکان عنایت فرمایا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا سیف اللہ لقب پانا

جب اسلام کے دعوت

نامے ہمارے نبی نے ملکوں میں بھیجے تو حارث بن عمیرؓ کو مع جماعت حاکم بصریٰ کے پاس دعوت نامہ دے کر بھیجا ان لوگوں نے عام قانون کے خلاف حضرت حارثؓ کو شہید کر دیا تو آپؐ نے جمادی الاول ۸ھ میں تین ہزار کا ایک لشکر بھیجا دوسری طرف ڈیڑھ لاکھ مسلح رومی اور تربیت یافتہ تھے۔ بظاہر کوئی مقابلہ کی صورت نہ تھی، مگر مسلمان بڑی بہادری کے ساتھ لڑے، اور یکے بعد دیگرے فوج کے تین امیر شہید ہوئے اور تین ہزار مسلمان کفار کے نرغے میں اس طرح پھنس گئے کہ بظاہر ایک آدمی کے بچنے کی بھی توقع نہ رہی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھلائی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جو اسی لشکر میں عام سپاہیوں میں کے

ایک تھے۔ اپنے آپ کو مسلمانوں کے لشکر کا امیر بنا لیا۔ اور سارے دن اس ٹڈی دل لشکر سے لڑتے رہے، اس کے بعد اپنی فوج کی ترتیب بدل دی۔ دشمن حضرت خالدؓ کی اس ہوشیاری کو سمجھا کہ شاید مسلمانوں کا تازہ لشکر مدینہ سے مدد کیلئے آگیا۔ ہے اب کیا تھا رومی فوج کی ہمت پست ہوگئی، پیر اکھڑ گئے اور بُری طرح بدحواس ہو کر بھاگے۔

ادھر یہ ہو رہا تھا ادھر مدینہ طیبہ میں ہمارے نبیؐ صحابہؓ کے مجمع سے فرما رہے تھے "خالد نے خود کو امیرِ لشکر بنا لیا اور رومیوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔" اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی "اے اللہ خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اب تو ہی اس کی مدد فرما۔"

اللہ تعالیٰ کی تلوار چلی تو اس طرح چلی کہ آپ تین ہزار کے لشکر کو دشمن کے نرغے سے صاف بچا کر نکال لائے۔ اسی روز سے آپ سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کے خطاب سے پکارے جانے لگے۔

فتح مکہ آخر وہ دن بھی آیا جب ۸ھ میں ہمارے نبیؐ دس ہزار لشکر جرار کے ساتھ مکہ معظمہ میں اس طرح داخل ہوئے کہ عرب کے بڑے بڑے بہادر قبائل اور ان کے سردار آپ کے ساتھ تھے، حضرت خالدؓ بھی بہت سے قبائل کے جوانوں کے سپہ سالار تھے، بہادری کے جوش میں بعض کی زبان سے یہ جملہ بھی آگیا تھا۔ الیوم یوم الملحمہ (آج قتال و قتل کا دن ہے) لیکن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ الیوم یوم المرحمہ (آج رحمتِ عالم کا دن) ہے۔ حضرت خالدؓ کو آپ کے اس فرمان کا علم نہ تھا،

ان کو سب سے پہلے جس راستے سے داخلہ کا حکم تھا ادھر عکرمہ، صفوان اور سہیل بن عمرو جیسے سرداران مکہ نے اپنے بہت سے قبیلوں کو لڑنے مرنے پر آمادہ کر رکھا تھا اس لئے انہوں نے حضرت خالدؓ اور ان کے ساتھیوں کو مکہ معظمہ میں داخلہ سے روکا۔ اب کیا تھا اس دن جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تلوار کے جوہر کھلے وہ ہمیشہ کے لئے یادگار بن گئے۔ دونوں طرف سے تلواریں چلیں اور تھوڑی ہی دیر میں تیرہ مشرک قتل ہوئے۔

حماس بن قیس نے حضرت خالد کی اس بے مثال بہادری کا اپنی بیوی سے ان اشعار میں اظہار کیا تھا۔ (ترجمہ) کاش تو خندمہ کی جنگ میں موجود ہوتی جبکہ صفوان اور عکرمہ دونوں بھاگ گئے تھے اور ابو یزید بھی حیران کھڑا تھا اس وقت میں ایسی تیز تلواروں کے ساتھ خالد کے آگے بڑھا تھا جو کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ کاٹ دیتی تھی، سوائے تلواروں کی جھنکاروں کے اور کوئی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ اور ہمارے پیچھے دشمنوں (مسلمانوں) کا شور و غوغا تھا۔" آخر کار مکہ فتح ہوا اور اسی دن کعبہ کو بتوں سے صاف و پاک کر دیا گیا، اور ایک اللہ کی عبادت قیامت تک کے لئے قائم ہو گئی۔

عزیٰ بت کا توڑنا

فتح مکہ کو ابھی پانچ دن ہی ہوئے تھے کہ ہمارے نبیؐ نے تیس۳۰ سواروں کے ایک لشکر کا سردار بنا کر حضرت خالدؓ کو عزیٰ بت توڑنے کے لئے بھیجا۔ یہ بت نخلہ میں تھا، آپ ۲۵ رمضان المبارک کو وہاں پہنچے اور جاتے ہی اُسے توڑ دیا، یہ عرب کا بہت بڑا بُت تھا اور اکثر قبیلے اس کی پُوجا اور تعظیم کرتے تھے یکہ والوں کا

زور ٹوٹ ہی چکا تھا۔ مقابلہ کی بھی ان میں طاقت نہیں رہی تھی، اس لیے نہایت کامیابی کے ساتھ آپ واپس تشریف لائے۔

قبیلۂ بنو جذیمہ کو روانگی

ہمارے نبیؐ کی رات دن دُھن یہ تھی کہ اسلام جو تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے سیدھا سچا راستہ ہے تمام عرب میں پھیل جائے لیکن اس میں سردارانِ مکہ نے اس میں سخت رکاوٹیں ڈالیں، کوئی قبیلہ بھی اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ اب جبکہ مکہ معظمہ فتح ہوا تو سردارانِ مکہ نے بھی اسلام قبول کرلیا، عرب کے قبائل تو پہلے سے سردارانِ مکہ ہی کو دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر ہر چہار طرف سے قبائل اور علاقوں سے لوگ آ آ کر اسلام قبول کرنے لگے۔

آپ نے بھی عرب کے تمام حصّوں میں تبلیغی جماعتیں بھیجنا شروع کیں آپ کی نظر میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کام کے لئے بھی بہت مناسب معلوم ہوئے آپ نے ساڑھے تین سو مہاجرین و انصار کے ساتھ قبیلۂ بنو جذیمہ کی طرف شوال ۸ھ میں امیر جماعت بنا کر روانہ فرمایا، یہ قبیلہ یلملم پہاڑ کے قریب آباد تھا وہی یلملم جس کی سیدھ پر ہندوستان وغیرہ سے جانے والے حاجی احرام باندھتے ہیں۔

حضرت خالدؓ اسلام کی محبت کے نشہ میں چور تھے، بہادری بچپن سے گھٹی میں پڑی تھی جاتے ہی قبیلہ والوں کو اسلام کی طرف بلایا انھوں نے بجائے اس کے کہ یوں کہتے کہ "ہم اسلام لاچکے ہیں"، اپنے بھولے پن میں یہ کہا کہ "ہم صابی ہوگئے"۔ اور صابی اس زمانہ میں اپنے دین سے پھر جانیوالے کو

کہتے تھے۔ حضرت خالدؓ کو شبہ ہو گیا اور سمجھے کہ یہ اسلام قبول کرنے کے بعد پھر اسلام سے پھر گئے ہیں۔ جوش میں آگئے اور قتل کرنا شروع کر دیا جو بچے انھیں گرفتار کر لیا، اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، اگلے روز حکم دیا کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کر ڈالے حضرت ابن عمرؓ جو پرانے صحابہ میں سے تھے فرمانے لگے۔

"خدا کی قسم میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا۔"

سفر کی واپسی پر یہ تمام واقعات حضورؐ سے عرض کئے گئے، تو آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دو مرتبہ فرمایا: "اے اللہ میں خالد کے فعل سے بری ہوں" اس کے بعد حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم جاکر اس قبیلے کے مقدمہ کا فیصلہ کرو۔ حضرت علیؓ بہت سامال حضورؐ کے پاس سے لے کر یہاں تشریف لائے اور جس قدر لوگ حضرت خالدؓ کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے، ان سب کے خون کا بدلہ ادا کیا اور جو مال قبیلہ والوں سے حضرت خالدؓ نے لیا تھا وہ سب قبیلہ والوں کو واپس کر دیا۔ اور جو مال باقی بچا وہ بھی سب انھیں میں تقسیم کر کے واپس ہوئے۔

ہوازن و طائف میں کارنامے

مکہ والوں کے بعد سارے عرب میں سب سے زیادہ زور و قوت والے ہوازن و طائف والے تھے اس لئے مکہ معظمہ کی فتح کے بعد ہمارے نبی نے طائف کا رخ کیا، آپ کے ساتھ مدینہ اور مکہ معظمہ کے سب ملا کر بارہ ہزار کا لشکر تھا، اور بعض لوگ اپنی کثرت دیکھ کر بول اٹھے کہ آج تو ہم بارہ ہزار ہیں۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو

پسند نہ آئی۔ جب مسلمان دو پہاڑوں کی تنگ وادی حنین میں پہنچے تو ہوازن و
ثقیف والوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا، اچھے اچھے صحابہؓ بھی گھبراہٹ میں منتشر ہو گئے
صرف ہمارے نبیؐ چند ساتھیوں کے ساتھ کھڑے رہ گئے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ
نے اپنی بلند آواز سے صحابہؓ کو بلایا، تمام صحابہؓ جمع ہوئے، حضرت خالدؓ بھی نہایت
شرمندہ تھے لیکن اس کے بعد ہوازن اور ثقیف کا وہ مقابلہ کیا اور تلوار کے وہ
جوہر دکھائے کہ ہمیشہ ہی یاد رہیں گے، ہزاروں کے مجمع کو کائی کی طرح پھاڑتے
ہوئے اور سینکڑوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے ایک سرے سے دوسرے
سرے تک چلے جاتے تھے اور اسی طرح ہزاروں کا صفایا کرتے ہوئے واپس آتے
تھے۔ اگرچہ آپ بھی زخمی ہوئے لیکن آپ کی بے پناہ قربانی نے مسلمانوں کے اکھڑے
ہوئے قدم جما دیئے۔ ہمارے نبیؐ نے زخموں کو دیکھ کر آپ کو تسلی دی اور ساتھیوں
میں سے دیکھ بھال کرنے کی ہدایت فرمائی۔ تھا کہ اب تو اسلام کے چراغ

اس کے بعد طائف کا ایک ماہ مسلسل مہم کے خلاف نئے نئے مسلمانوں کو
بہت سے قیدی اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آئے اور اسلام کی راہ میں جنھوں نے
تقسیم کیا گیا تو آپ نے بعض مکہ کے تازہ مسلمان نہ گئے۔
پر جانے کے لئے کچھ زیادہ مال عطا فرمایا اس پر منافقانہ عرب ارتداد کے فتنہ میں پھنس گیا۔
حضورؐ نے مال غنیمت میں خدائی تقسیم نہیں فرما ہوٹے بنی کھڑے ہوئے، لوگوں کو
کے حکم سے کرتے تھے۔ اس پر حضرت خالدؓ نے عرض کیا۔ فرشتہ ہمارے پاس وحی لے کر
شہرت اڑا رہے ہیں ان کی گردن اڑا دوں آپ لگے، مرد تو مرد عورتوں میں سجاح
وہ نماز پڑھتا ہو اس واقعہ سے اندازہ ہوگا کہ جھنبا اور لاکھوں آدمی ساتھ ملا کر مدینہ

محبت و عظمت تھی۔

دومۃ الجندل کا کارنامہ

مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان سات منزل پر دومۃ الجندل ایک قلعہ تھا جہاں اکیدر نامی عیسائی حاکم تھا۔ جب آپ تبوک تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت خالدؓ کو ساتھ چار سو بیس سوار تیار کر کے اکیدر کے مقابلے کے لئے بھیجا، خدا کا کرنا آپ نے جاتے ہی اکیدر اور اس کے بھائی کو جنگل ہی میں شکار کرتے ہوئے شکار کر لیا، بھائی تو مارا گیا لیکن اکیدر کو حضورؐ کی خدمت میں لا کر حاضر کیا، آپ نے دو ہزار اونٹ، آٹھ گھوڑے اور چار سو زرہیں اور چار سو نیزے جزیہ میں طے فرمائے اور صلح کر لی اور تحریر بھی لکھ کر دے دی گئی۔

نجران کا سفر

ربیع الاول ۱۰ھ میں ہمارے نبیؐ نے آپ کو چار سو سوار دے کر نجران روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ یمن میں تھا جو مدینہ سے

کا بدلہ ادا کیا اور جو مال قید

...ہیت فرمائی تھی کہ پہلے وہاں والوں کو تین بار اسلام

قبیلہ والوں کو واپس کر دیا

...تعمیل میں وہاں جا کر اپنے ساتھی مختلف مقامات

تقسیم کر کے واپس ہوئے۔

...یے جو یہ کہتے پھرتے تھے "اے لوگو! اسلام لے آؤ"

ہوازن و طائف میں کار...

...اثر ہوا کہ سارا علاقہ ایک دم مسلمان ہو گیا،

...جگہ اپنے ساتھیوں کو بٹھا دیا یہ لوگ رات دن

والے تھے اس لئے مکہ معظمہ کی فتح...

...گے۔ کچھ دن کے بعد ہمارے نبیؐ کا خط آیا کہ وہاں سے

ساتھ مدینہ اور مکہ معظمہ کے سب...

...تیار کر کے اپنے ساتھ لاؤ۔ چنانچہ ایک بڑی

کثرت دیکھ کر بول اٹھے کہ آج...

...پ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔

یہ قبیلہ اسلام لانے سے پہلے جب بھی کبھی دشمنوں سے لڑتا تھا جیت جاتا تھا۔ آپ نے قبیلے والوں سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے دشمن پر فتح پاتے تھے۔ ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے قبیلہ میں محبت و اتحاد بہت ہے ہم آپس میں اکٹھے ہو کر دشمن سے لڑتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے ظلم کے ساتھ کبھی لڑائی میں پہل نہیں کی۔ اس کے بعد کچھ روز صحبتِ نبوی میں دین سیکھ کر یہ لوگ واپس ہوئے اور اپنے علاقے میں اسلام پھیلایا۔

دورِ صدیقی میں حضرت خالدؓ کے کارنامے

جب ہمارے نبیؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ کی جگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے۔ منافقین نے سمجھا کہ اب تو اسلام کے چراغ کو آسانی سے بجھایا جا سکتا ہے اس لئے جگہ جگہ اسلام کے خلاف نئے نئے مسلمانوں کو بھڑکانا شروع کیا، جو لوگ گھر بیٹھے مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام کی راہ میں جنھوں نے اپنا جان و مال کبھی خرچ نہیں کیا تھا وہ بہکاوے میں آ گئے۔

مکہ اور طائف اور چند قبائل کو چھوڑ کر سارا عرب ارتداد کے فتنہ میں پھنس گیا۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی وغیرہ جھوٹے نبی کھڑے ہوئے، لوگوں کو بہکانا شروع کیا کہ ہم خدا کے بھیجے ہوئے نبی ہیں۔ فرشتہ ہمارے پاس وحی لے کر آتا ہے اور اپنے جی سے گھڑ گھڑ کر آیتیں سنانے لگے، مرد تو مرد عورتوں میں سجاح نامی عورت نے بھی اپنی جھوٹی نبوت کا اعلان کر دیا اور لاکھوں آدمی ساتھ ملا کر مدینہ

کی طرف حملہ کی تیاری کرلی، ایسے نازک حالات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر حضرت خالدؓ پر پڑی جنھوں نے اپنی بے پناہ بہادری اور فراستِ ایمانی سے ارتداد کی بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھا کر رکھ دیا۔

طلیحہ اسدی سے مقابلہ

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو طلیحہ اور مالک بن نویرہ کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ حضرت خالدؓ نے اپنے ساتھ مختلف قبائل کے سوار وں کو ساتھ لیا، طلیحہ بنو اسد خذیمہ کے خاندان سے تھا جب ہمارے نبی کی بیماری کا اس کو علم ہوا تو شیطان نے اس کو یہ پٹی پڑھائی کہ اگر حضورؐ کے بعد تو نبی بن جائے تو تیری بھی لوگوں میں عزت و شہرت ہو جائے گی۔ خدا عزت و شہرت سے ہر کسی کو بچائے۔ یہ مرض جب کسی کو لگ جاتا ہے تو برباد ہی کر کے چھوڑتا ہے۔ حضورؐ نے اپنی زندگی ہی میں اس فتنہ کو دبانے کے لئے حضرت ضرار بن ازور کو بھیجا تھا۔ دونوں میں مقابلہ ہوا مگر کم بخت بال بال بچ گیا۔ حضرت ضرارؓ تو حضورؐ کے وصال کی خبر سن کر واپس آگئے لیکن طلیحہ کے حوصلے بڑھ گئے اور لوگوں میں مشہور کر دیا کہ میرے اوپر کوئی ہتھیار اثر نہیں کرتا، میرے پاس اللہ تعالیٰ کی وحی آتی ہے اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ بنو اسد غطفان، طے عبس، ذبیان وغیرہ قبیلے پھیل گئے اور سچے مسلمانوں سے جنگ کی تیاریاں کرنے لگے۔

حضرت خالدؓ جب اُس علاقے میں پانی کے ایک چشمے پر پہنچے تو آپ نے ایک نہایت سمجھ بوجھ کے ساتھی حضرت عدی بن حاتم طائی کو ان کے اپنے قبیلہ والوں میں اسلام کی خوبیاں سمجھانے کے لئے بھیجا آپ نے الگ الگ خاندان

والوں کو سمجھایا اسلام کی سچائی کا کچھ ایسا اثر ان کے دل پر پڑا کہ پورے قبیلہ نے اپنے غلط خیالات سے توبہ کی، اور فوراً ہی ایک ہزار آدمی حضرت خالدؓ کے ساتھ ہو گئے۔ اب تو آپ کے لشکر کی تعداد کافی ہو گئی تھی طلیحہ کے مقابلے کے لئے آگے بڑھے طلیحہ بھی اپنے ہزاروں پیدل اور سواروں کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا چالاک ایسا تھا کہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے بال بچوں سمیت بھاگ جانے کا انتظام کر لیا، لڑائی شروع ہوئی تو اس نے عینیہ بن حصن فزاری اور سات سو سواروں کو مقابلہ کے لئے آگے بڑھا دیا اور خود ایک طرف چادر اوڑھ کر لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے وحی کے انتظار میں بیٹھ گیا۔

عینیہ بار بار آکر دریافت کرتا کہ کیا وحی آئی؟ فرشتے مدد کے لئے اُترے؟ خدا کا کوئی پیغام آیا؟ ہر دفعہ گردن ہلا کر انکار کرتا رہا۔ ایک مرتبہ جھوٹ موٹ کی بات گھڑ کر کہا کہ خدا کہتا ہے "اِنَّ لَكَ رَحًا كَرَحَاهُ وَحَدِيثًا لَا تَنْسَاهُ" یعنی تیرے پاس بھی ایسی ہی چکی ہے جیسی مسلمانوں کے پاس ہے اور تیرا ذکر بھی ایسا ہے جسے تو کبھی نہ بھولے گا ایسی بے جوڑ باتیں سن کر عینیہ اور اس کے لشکر کو طلیحہ کے ڈھونگ کا یقین ہو گیا اور عین گھمسان کی لڑائی میں اپنے سات سو آدمیوں کو لڑائی سے نکال لیا، حضرت خالدؓ نے بھاگتے ہوئے کو پکڑ لیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجدیا وہاں حضرت صدیق اکبر نے قتل کرا دیا، اب کیا تھا؟ طلیحہ یہ کہتا ہوا بھاگا کہ جس کو اپنی اور اپنے بچوں کی جان بچانی ہو بھاگ جائے، خود ملک شام کی طرف بھاگ گیا، سارے ساتھی بُری طرح مارے گئے جو بچ رہے انھوں نے توبہ کی اور اسلام قبول کر لیا، خدا کا کرنا کہ شام جا کر طلیحہ کو اپنے

گندے خیالات سے نفرت ہوئی پھر اسلام قبول کیا اور بعد میں اسلام کی راہ میں خوب جان کی بازی لگائی یہاں تک کہ جام شہادت حاصل کیا۔

مسیلمہ کذاب کا قتل

ہمارے نبی کے زمانے میں مسیلمہ بھی اپنے قبیلہ بنو حنیفہ سے حاضر ہوا تھا مگر واپس جا کر اپنے نبی ہونے کا اعلان کر دیا، اور مشہور کر دیا کہ میرے پاس فرشتہ اللہ کا پیغام لے کر آتا ہے۔ ہمارے نبی کو بھی خط لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے "یہ خط مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہؐ کے نام ہے۔ نصف زمین میری ہے اور نصف قریش کی لیکن قریش زیادتی کرتے ہیں"

آپؐ نے یہ جواب لکھوایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: "یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام ہے، سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اس کے بعد معلوم ہو کہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے اور وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے وارث بناتا ہے انجام خدا سے ڈرنے والوں کا بہتر ہے"!

یہ خط پڑھ کر کم بخت نصیحت تو کیا مانتا۔ لاکھوں آدمیوں کو ساتھ لے کر حضورؐ کے وصال کے بعد مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کر لیا، یمامہ والے بھی دھوکہ میں آ گئے، ان کو بھی ساتھ لیا اور چالیس ہزار کا لشکر تیار کر عقربا میں لا کر پڑاؤ ڈال دیا۔ ادھر حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت خالدؓ کو ابو خدیفہؓ حضرت زیدؓ حضرت عکرمہؓ، حضرت شرجیل اور دوسرے مہاجرین و انصار پر امیر بنا کر روانہ فرمایا دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ لڑائی کے شعلے تیزی کے ساتھ بھڑکنے لگے۔ مسیلمہ کے ساتھی بھی نئی نبوت کے نئے خون کے دھوکے میں بے جگری سے لڑے

مگر مسلمانوں کی بے پناہ ایمانی قوت اور بہادری اپنا کام کر رہی تھی، دشمنوں کے ہزاروں
سر تن سے جدا ہو رہے تھے۔ سرزمین یمامہ خون سے رنگین ہو رہی تھی، دونوں میں سے
کوئی بھی اپنی ہمت توڑنے کو تیار نہ تھا۔ حضرت خالدؓ نے تاڑ لیا کہ دشمن میں ابھی
جان باقی ہے تو آپ نے نئی ترکیب چلی، پرانے پرانے صحابہ کو آواز لگائی، جان نثار
انصار کو پکارا، توبہ کر کے نئے مسلمان ہونے والوں کو پرانوں سے پیچھے کیا، پرانوں
کو آگے بڑھایا۔ مسیلمہ کی فوج پر اللہ کے یہ شیر اس طرح ٹوٹ کر پڑے جس طرح
لومڑیوں میں شیر کودتا ہے۔

حضرت خالد نے سوچا کہ دشمن کا زور توڑنے کے لئے مسیلمہ کا قتل ضروری
ہے۔ اس لئے مسیلمہ کو اپنے مقابلے کے لئے بلایا وہ آگے بڑھا تو آپ نے اس
سے صلح کی ایسی باتیں کیں جو مسیلمہ کے لئے مفید تھیں، اس لئے آسمان کی طرف
دیکھتا جاتا تھا اور ہاں ہاں کرتا جاتا تھا، تاکہ لوگ بہکاوے میں آجائیں کہ مسیلمہ
خدا سے مشورہ کر کے ہاں ہاں کر رہا ہے۔ ایک مرتبہ مسیلمہ نے منہ موڑا تو حضرت
خالد اس پر جھپٹ پڑے۔ مسیلمہ بھاگا، جب موت دکھائی دی تو قریب کے
ایک باغ میں گھس گیا۔ سردار کو بھاگتے دیکھا تو اس کے ساتھیوں کے بھی پیر
اکھڑ گئے اور مسیلمہ کے ساتھ ایک بند باغ میں جا چھپے اور باغ کا دروازہ اندر
سے بند کر لیا، حضرت براء بن مالکؓ ہزاروں دشمنوں کے بیچ میں باغ کے
اندر داخل ہو گئے، اور اندر سے دروازہ کھول دیا، مسلمانوں کا لشکر داخل
ہوا تو دشمنوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشیؓ
کو اسلام لانے کے بعد آج حوصلہ دکھانے کا دن نصیب ہوا، جان کی

پرواہ کئے بغیر دشمنوں کے جمگھٹے میں گھسے چلے گئے یہاں تک مسیلمہ کا سر تن سے جدا کر کے ہی دم لیا۔

مسیلمہ اور اس کے ساتھی اکیس ہزار قتل ہوئے۔ مسلمانوں میں بھی شہید تو ہوئے لیکن خوشی کے ساتھ یہ قلق ضرور تھا کہ قرآن کے حافظوں کی ایک جماعت نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مسیلمہ کے ساتھی جو کچھ بچے اسلام لے آئے۔ حضرت خالدرضؓ کے ان کارناموں سے اسلام سے پھرنے والوں کا ہمیشہ کے لئے زور ٹوٹ گیا۔ اب اسلام کے پھیلنے کا راستہ صاف تھا۔

عراق کے کارنامے

ہمارے نبیؐ نے جب اسلام کی دعوت کا کام شروع کیا تو اس وقت ایران میں مجوسی اور شام میں عیسائی ظلم کے ساتھ حکومت کرتے تھے، اسلام سے پہلے تو انھیں عربوں کے متعلق خیال بھی نہ تھا کہ وہ بھی کوئی طاقت ہے مگر جب اسلام کی صدا بلند ہوئی تو تعداد اور جنگی ساز و سامان کے اعتبار سے ساری دنیا میں چھائے ہوئے تھے۔ لیکن عربوں کی ایمانی طاقت کے حالات سُن سُن کر اپنی موت کے آثار دیکھنے لگے تھے، اس لئے فیصلہ کر لیا تھا کہ نعوذ باللہ اسلام کے نام لیواؤں کا عرب سے خاتمہ کر دیا جائے۔ لہذا اس خطرہ کو سامنے رکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عراق کی طرف پہلے تو مثنیٰ ابن حارثہ کو اور اب جبکہ جھوٹے نبیوں کا فتنہ دب گیا تو حضرت

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا کہ وہ "تازہ تازہ ہونے والے مسلمانوں کو چھوڑ کر پکے پکے مسلمانوں کو ساتھ لے کر مثنی ابن حارثہ کے پاس عراق پہنچ جائیں وہاں آپ نے چھوٹی بڑی بہت سی فتوحات حاصل کیں جن میں سے چند خاص کا بیان کیا جاتا ہے۔

اُبلہ کی لڑائی

آپ تعمیل حکم میں عراق پہنچے مثنی ابن حارثہ کے پاس پہنچے پہنچتے اٹھارہ ہزار جان نثاروں کی تعداد آپ کے ساتھ ہوگئی۔ آپ نے عراق کے حاکم "ہرمز" کو ڈانٹ کر خط لکھا۔

"ہرمز کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر آپ لوگ سلامتی چاہتے ہیں تو اسلام لے آئیں، یا اسلام کی حکومت کو تسلیم کریں، ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت کریں گے، اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو پھر اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا تمہارے مقابلے کے لئے ایک ایسی قوم میرے ساتھ ہے جو موت کو اتنا ہی پسند کرتی ہے جتنا تم زندگی کو پسند کرتے ہو" جب ہرمز نے حضرت خالد کے آنے کی خبر سنی تو فوراً شاہ ایران اُردشیر کو مدد بھیجنے کے لئے خط لکھا اور خود اپنے لشکر کو لے کر کواظم، حفیر پر ٹھہرتا ہوا کاظمہ کے مقام پر پہنچ گیا اور وہاں کے پانی پر قبضہ کر لیا۔

حضرت خالدؓ بھی ہرمز کی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ کاظمہ پہنچے تو دونوں میں سخت لڑائی شروع ہوئی، دونوں طرف کے جوانوں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے لڑائی زور شور سے جاری تھی کہ ہرمز نے اپنے لشکر سے باہر نکل کر دعوت دی کہ آؤ میدان میں آکر لڑیں، آپ نے

منظور فرمالیا، اور اب دونوں میں لڑائی شروع ہوئی۔ آپ نے باہر نکلتے ہی ہُرمُز کے اس طرح تلوار ماری کہ اس کا کام تمام ہو گیا۔ یہ دیکھا تو ایرانی فوج اپنے ہی لشکر میں واپس بھاگی۔

اسلامی لشکر کے ایک بہادر حضرت قعقاع بن عمرو رضی التمیمی نے اپنے بہادر ساتھیوں کے ساتھ پیچھا کیا، اور اس طرح حملہ کیا کہ تھوڑی دیر میں شکست دیدی رات ہوتے تک میدان صاف تھا۔ فتح کی خوش خبری اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دیا، آپ اس فتح سے بہت خوش ہوئے اور ایک لاکھ درہم کے جواہرات کی ٹوپی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی۔

جنگِ مذار

جب حضرت خالد رضؓ کے حملہ کی خبر شاہ ایران کو ملی تو اس نے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور جھنجلا کر فیصلہ کیا کہ اس مرتبہ مسلمانوں کا مقابلہ پوری طاقت کے ساتھ جم کر کرنا چاہیئے، ایرانی لشکر کے سپہ سالار قارن اور شاہِ ایران کے بیٹے قباذ اور انوشجان جو پہلی لڑائی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے ان سب نے مسلمانوں کے ساتھ زوردار مقابلے کی ٹھان لی،

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی اپنی فوج کو لے کر مذار پہنچے، جب دونوں طرف ہر طرح تیاری مکمل ہو گئی تو ایرانی فوج کا سپہ سالار قارن میدان میں نکلا حضرت خالد رضؓ نے ایک دو وار ہی میں اس کا تو کام تمام کر دیا، قباذ اور انوشجان دونوں شہزادے بھی مقابلہ کو نکلے مگر عدی بن حاتم اور عاصم

بن عمر نے دونوں کو جہنم رسید کیا۔ پھر جو گھمسان کا رن پڑا تو تیس ہزار ایرانیوں کو گھیر گھیر کر تلوار کے گھاٹ اتار دیا، باقیوں نے کشتیوں میں سوار ہو کر جان بچائی۔ مسلمانوں کو کافی مال غنیمت ہاتھ لگا، تقسیم کیا گیا تو ایک ایک سوار کے حصے میں تیس تیس ہزار درہم آئے۔ آپ نے مال غنیمت کا پانچواں حصہ حضرت سعید بن نعمانؓ کو فتح کی خوش خبری دے کر مدینہ طیبہ روانہ فرمایا۔

جنگِ ولجہ

شاہِ ایران کو مذار میں اپنی حسرت ناک شکست کی خبر ملی تو بے چینی اور پریشانی کی انتہا نہ رہی اور فوراً ہی دو بڑے بہادر اندارزغر اور بہمن جاذویہ کے ساتھ بھاری لشکر تیار کر کے ولجہ بھیجا۔ بہمن جاذویہ نے عرب عیسائیوں کو بھی اپنے ساتھ بلا لیا، بھاری لشکر دیکھ کر ایرانی پھولے نہ سمائے، حضرت خالدؓ کو معلوم ہوا تو سوید بن مقرن کو وہیں چھوڑا اور خود اپنے لشکر کے ساتھ ولجہ پہنچے۔ لشکر کا ایک حصہ تو دشمن کے سامنے رکھا اور دوسرے حصہ کو زمین میں چھپا دیا، تاکہ بوقت ضرورت اس سے کام لیا جا سکے، باقی فوج کے دو حصوں کی کمان آپ نے بسر بن رہم اور سعید بن مرّہ کے سپرد فرمائی۔

جنگ چھڑ گئی تو دیر تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی جب حضرت خالدؓ نے دیکھا کہ ایرانی فوج تھک کر چور ہو چکی ہے تو اپنی چھپی ہوئی فوج کو بلایا۔ اس نے ایرانیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ اس نئی مصیبت کو دیکھ کر ایرانی بدحواس ہو کر بھاگے، فوج نے پیچھے سے ایرانیوں کو گھیر کر قتل کرنا شروع

کردیا، اندرزغر یری طرح جنگل کو بھاگا اور مارے پیاس کے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرگیا، بکر بن وائل کے کئی عرب عیسائی سورما بھی مارے گئے۔ جس کی وجہ سے اب سارے عرب عیسائی آگ بگولا ہو گئے اور کوفہ کے قریب اُلیس گاؤں میں جنگ کے لئے جمع ہو گئے، حضرت خالدؓ نے دیکھ اور اس کے قریب کے علاقوں پر ٹیکس کا نظام قائم فرمایا، اور عرب عیسائیوں کے مقابلے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ اُلیس تشریف لے گئے۔

جنگ اُلیس

عرب عیسائی تو کسریٰ کی فوج کے بل پر کود رہے تھے اور کسریٰ نے عیسائیوں کی مدد کی تیاری بھی کی تھی لیکن خدا کا کرنا کہ جابان اور بہمن جاذویہ تو دونوں شاہ ایران سے مشورہ کرتے چلے گئے اور فوج کو ہدایت کر گئے کہ جب تک ہم واپس نہ آجائیں لڑائی شروع نہ کریں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے موقع پاکر عرب عیسائیوں پر اچانک حملہ کر دیا ایرانی فوج مزے کے ساتھ دسترخوانوں پر کھانے اور عیش اڑانے میں مشغول تھی۔ حضرت خالدؓ کا اچانک جوش و خروش کا بھرپور حملہ ایسا نہ تھا کہ خالی جاتا، عیسائی تاب نہ لا سکے بڑی طرح پسے۔ آپ نے زندہ گرفتار کرنے کا حکم دے دیا اور نہر کے کنارے کھڑا کر کے قتل کر دیا۔

ستر ہزار عیسائی عربی و ایرانی کام آئے۔ نہر کا رنگ خون سے سُرخ ہو گیا۔ فتح کے بعد مال غنیمت کا پانچواں حصہ اور فتح کی خوشخبری

کی خبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھیجی۔

امغیشیا کی فتح

الیس سے فارغ ہو کر آپ امغیشیا پہنچے یہاں کے لوگوں میں بھگدڑ پڑ گئی اور جس کا جہاں سینگ سمایا جا کر پناہ لی۔ یہاں سے اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ ذات السلاسل کے بعد کبھی نہیں ملا تھا۔ ہر سوار کو پندرہ سو درہم ملے۔ بقیہ فوج اور خمس اس کے علاوہ ہر باقی مال غنیمت اور ان فتوحات کی خوش خبری حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھیجی تو بیساختہ فرمایا کہ اے قریش تمہارے شیر نے ایک شیر پر حملہ کر دیا اور اس کے بھٹ میں گھس کر مغلوب کر دیا۔ اب عورتیں خالد رضؓ جیسا بہادر پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔

جنگِ حیرہ

حیرہ بھی ان اطراف کا بہت مشہور اور خوب صورت شہر تھا۔ یہاں کے حاکم ارا ذبہ کو آپ کی بہادری اور فتوحات کا علم ہوا تو اس نے سوچا کہ اب میری باری ہے، اس نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی اور شہر سے باہر اپنی فوج کو لے کر ڈیرے ڈال دیئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بھی مقابلے کی تیاری کی۔ اور اپنی فوج کو لے کر دریائے فرات کے کنارے آموجود ہوئے، اور سارے لشکر کو دریائے فرات میں کشتیوں میں سوار ہو جانے کا حکم دیدیا۔

ایرانی لشکر اس موقع کی تاک میں تھا اس نے دریا کے پانی کا بند روک دیا اور پانی کا رُخ بدل دیا، مسلمانوں کی کشتیاں کیچڑ میں پھنس گئیں، آپ نے یہ دیکھا تو فوج کو حکم دیا کہ تمام سازوسامان کو کشتیوں

میں ہی چھوڑ دیں اور سارا لشکر ایرانیوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائے اور حملہ شروع کر دیا، ایرانی سردار ارا ذبہ نے یہ اچانک حملہ دیکھا تو گھبرایا اسے وہم بھی نہ تھا کہ مسلمان یوں یکایک اس تک پہنچ جائیں گے، ایرانیوں پر اس زور سے حملہ کیا کہ ایک آدمی بھی زندہ نہ بچ سکا، وہیں ڈھیر کر دیئے۔

مسلمانوں نے دریائے فرات کا بند توڑ کر پانی کو دوبارہ جاری کر دیا اسی لڑائی میں ارا ذبہ کا ایک لڑکا بھی کام آیا، ادھر شاہ ایران ارد شیر کے انتقال کی بھی خبر سنی۔ بادشاہ کا انتقال اور بیٹے کا وصال دونوں چیزیں ایسی تھیں کہ ارا ذبہ نے مسلمانوں سے صلح کر لینے ہی میں خیریت سمجھی۔ صلح کا پیغام بھیجدیا، ایک لاکھ نوے ہزار درہم سالانہ دینے پر صلح ہو گئی۔ اس کے بعد آپ میدان کربلا کی طرف بڑھے اور مقام انبار کے قریب ڈیرہ ڈال دیا۔

جنگِ انبار

جب انبار والوں کو آپ کے آنے کی خبر لگی تو انھوں نے شہر کے چاروں طرف خندقیں کھود کر شہر کے قلعہ کے دروازوں کو بند کر لیا، آپ نے پہلے تو خندق کا چکر لگایا اور موقع تاک کر فوراً ہی جنگ شروع کر دی، تیروں کی بارش نے انبار والوں کو خوفزدہ کر دیا۔ ایک جگہ خندق میں اپنی فوج کے کمزور اور بیمار اونٹوں کو کاٹ کر پُشتہ بنایا اور لشکر کو حکم دیا کہ اس کے اوپر سے گذر کر قلعہ کے اندر داخل ہو جائیں، اب کیا تھا، سردار انبار نے جب ان جوشیلے عربوں کی سرگرم فوج کو دیکھا تو سردار انبار نے جس کا نام سا باط تھا،

صلح کا پیغام بھیجا اور عرض کیا کہ میں قلعہ کو چھوڑ کر باہر چلا جاؤں، میری جان بخشی کردی جائے۔ اور آپ قلعہ پر قابض ہو جائیں، آپ نے منظور فرما لیا، اور قلعہ پر قابض ہو گئے، بقیہ سرداران شہر سے صلحنامہ کرلیا، اور اس کے بعد آپ عین التمر کی طرف بڑھے، یہاں بھی آپ کامیاب ہو گئے۔

جنگِ عین التمر

یہاں مہران بن بہرام چوبیں ایرانیوں کی ایک بھاری جماعت کے ساتھ موجود تھا، ۔ اس نے تمام عرب عیسائیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا، انھوں نے مہران سے کہا کہ ہم لوگ عرب ہیں اور عرب، عربوں سے خوب لڑنا جانتے ہیں اس لئے ہمیں خالدؓ سے نبٹ لینے دو۔ مہران نے جواب دیا "تم ٹھیک کہتے ہو، عربوں سے لڑنے میں تم اتنے ہی ماہر ہو جتنا ہم عجمیوں سے لڑنے میں ماہر ہیں، تم مسلمانوں سے لڑو اگر ہماری ضرورت ہوگی تو ہم بھی تمہارے ساتھ پہنچ جائیں گے۔ مہران تو عرب عیسائیوں کو جھانسہ دے کر مطمئن ہو گیا۔

عیسائیوں کا سردار عقہ نامی تھا۔ ابھی اپنی فوجوں کی صف آرائی کر ہی رہا تھا کہ حضرت خالدؓ مع لشکر اچانک یہاں آپہنچے اور فوراً حملہ کردیا، نہایت پھرتی کے ساتھ کمند ڈال کر عقہ کو اپنے لشکر میں لے آئے اس کی فوج گھبرا کر بھاگی، بھاگتے ہوئے مارے جانے والوں کی تعداد ہزاروں کو پہنچ گئی تو باقی بچے کچھے قلعہ میں بند ہو گئے۔ آپ نے قلعہ کا بھی محاصرہ کرلیا، انھوں نے مال کا لالچ دینا چاہا مگر آپ نے محاصرہ جاری رکھا، جب انھوں نے دیکھا کہ یہ کسی طرح چھوڑنے والے نہیں تو قلعہ

کا دروازہ کھول دیا، عقہ سردار عیسائی کو قتل کر کے لاش کو پل پر پھینک دیا۔ اور تمام قیدیوں کو بھی قتل کا حکم دے دیا، اس قلعہ میں ایک گرجا تھا جہاں بچے انجیل پڑھتے تھے ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ان لڑکوں نے بڑے ہو کر، اسلام کے بڑے بڑے کام انجام دیئے۔ آپ نے ولید بن عقبہ کو مال غنیمت کا پانچواں حصہ دے کر فتح کی خوش خبری کے ساتھ حضرت صدیق رضؓ کی خدمت میں بھیجا۔

جنگ دومتہ الجندل

یہ شہر مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیانی راستہ پر واقع ہے، حضرت عیاض بن غنم حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے بھیجے ہوئے تھے، یہاں آئے تو دومتہ الجندل والوں نے انھیں گھیر لیا، جب نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہ آیا تو ایک قاصد کے ہاتھ حضرت خالد رضؓ کے پاس مدد کے لیے خط لکھا۔ آپ نے جواب لکھا۔ خالد بن ولید کی طرف سے عیاض بن غنم کے نام۔

"میں ابھی تمہارے پاس آتا ہوں۔ تمہارے پاس اونٹنیاں آنے والی ہیں جن پر کالے زہریلے ناگ سوار ہیں، یعنی فوج کے دستے ہیں جن کے پیچھے بہت سے دستے ہیں۔" اور فوراً ہی فوج کو کوچ کا حکم دیا،

اکیدر بن عبد الملک جو دشمنوں کا سردار تھا حضرت خالد رضؓ کی آمد کی خبر سن کر گھبرا یا، اور اپنے سرداروں اور ساتھیوں سے کہا: "میں تم سے زیادہ خالد کو جانتا ہوں آج دنیا میں خالد سے بڑھ کر کوئی شخص اقبال مند اور فنونِ جنگ کا ماہر نہیں ہے جو قوم خالد سے مقابلہ کرتی ہے تعداد میں تھوڑی ہو یا زیادہ ہار ہی جاتی ہے۔ اس لئے میری بات مانو

اور خالد سے صلح کرلو"۔

لیکن اکیدر باقی سردار اپنی طاقت کے نشہ میں چور تھے اکیدر کی بات نہ مانی اکیدر مع اپنی فوج کے واپس ہونے لگا تو عاصم بن عمرو نے راستہ ہی میں گرفتار کرلیا اور اس کی بدعہدی اور بغاوت کی سزا میں گردن اُڑا دی گئی۔

دومۃ الجندل والے یہ سب کچھ دیکھ کر بھی نہایت اطمینان سے مقابلہ پر اڑے رہے حضرت خالدؓ کے مقابلہ پر ابن خدرجان اور عیاض بن غنم کے مقابلہ پر ابن الایہم آئے، اور تھوڑی ہی دیر میں ان کے دو بڑے سردار جودی اور ودیعہ کو گرفتار کرلیا، یہ دیکھ کر دشمن کی فوج قلعہ کی طرف بھاگی حضرت خالدؓ نے بھی پیچھا کیا اور اتنے مارے کہ لاشوں سے قلعہ میں جانے کا راستہ نہ رہا۔ حضرت خالدؓ نے قلعہ کا دروازہ اکھڑوا دیا اور تمام قلعہ میں محصورین کو ان کی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا۔ فتح کے بعد آپ کچھ دنوں یہیں پر مقیم رہے اور مفتوحہ علاقوں کی دیکھ بھال فرمائی اس کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں حصید، خنافس مُصَیّخ ثنی اور فراض وغیرہ پر بھی آپ کا قبضہ ہوگیا۔ ان سب مقامات پر باغیوں سے لڑائیاں ہوئیں، لیکن آپ کی بہادری کے آگے کوئی نہ ٹھہر سکا۔

حضرت خالدؓ کا خفیہ حج

جب آپ فراض میں تھے تو آپ نے اپنی فوج کی ترتیب بدلی، اور پھر حیرہ کی جانب فوج کو روانہ فرمایا، اپنی جگہ پر عاصم بن عمرو کو مقرر فرمایا، شجر بن الاغر کو فوج کا کمانڈر بنا دیا، اور خود حج کے لئے تشریف لے گئے۔

چند لوگ جو آپ کے ساتھ تھے ان کے علاوہ فوج کے کسی آدمی کو بھی یہ خبر نہ ہونے دی کہ آپ فوج میں موجود نہیں ہیں، حج کا یہ سفر آپ نے انتہائی کٹھن اور دشوار گذار راستے سے طے فرمایا اور مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ اور حج کرتے ہی اپنی فوج میں فوج کے حیرہ پہنچنے سے قبل شامل ہو گئے، جو لوگ حج میں آئے تھے، اور آپ کو اچھی طرح پہچانتے تھے انھوں نے حضرت ابوبکرؓ سے جا کر خبر دی کہ اس سال تو حضرت خالدؓ بھی حج میں تھے، آپ کا دشمنوں کے بیچ میں فوج کو چھوڑ کر حج کے لئے آنا، اور عراق کے مفتوحہ علاقے کا انتظام رکھنا بھی ایک اہم کام تھا، اس کا چھوڑ کر آنا بھی خطرہ سے خالی نہ تھا۔ اس وجہ سے حضرت صدیق اکبرؓ کو آپ کا حج کے لئے آنا نہایت گراں گذرا اور ارادہ فرمایا کہ آپ کو ایسے مورچے پر بھیجا جائے جو مکہ معظمہ سے دور بھی ہو اور پھر حج کا خیال بھی نہ آنے پائے کہ اللہ کے راستے کی قربانی کا اجر و ثواب ایک نفلی حج سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔

اس کے علاوہ شام کے رومی عیسائی اور شاہ روم اسلام کی اس نئی طاقت کو اپنے زور و بل سے کچلنا چاہتے تھے۔ لاکھوں لاکھ کی فوجیں جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تُلی ہوئی تھیں۔ کئی جگہ چھیڑ چھاڑ بھی ہو چکی تھی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بہادری کے جوہر کھل چکے تھے، اپنے تو اپنے دشمنوں کے دلوں میں بھی آپ کی دھاک بیٹھتی جا رہی تھی، اس لئے بھی آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

"بعد سلام مسنون، تم یہاں سے روانہ ہوکر یرموک (شام) میں مسلمانوں
کی جماعت میں مل جاؤ، کیونکہ وہاں وہ دشمن کے نرغے میں گھر گئے ہیں یہ
حرکت (خفیہ حج) جو تم نے اب کی ہے آئندہ کبھی تم سے سرزد نہ ہو، یہ
خدائے تعالیٰ کا تم پر فضل ہے کہ تمہارے سامنے دشمن کے چھکے چھوٹ
جاتے ہیں اور تم مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے چھڑا لاتے ہو، اے
ابو سلیمان! میں تمہیں تمہارے خلوص اور خوش قسمتی پر مبارک باد دیتا ہوں
اس مہم کو پورا کرلو، اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے۔ تمہارے دل میں غرور
نہ پیدا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ غرور کا انجام نقصان اور ذلّت ہے اپنے
کسی فعل پر نہ اترانا۔ فضل وکرم کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور
وہی اعمال کا بدلہ دیتا ہے"۔ والسلام۔

شام کے کارنامے

شام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان، حضرت
ابوعبیدہ بن الجراح اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو پہلے
سے بھیجا ہوا تھا، یہ حضرات اپنے اپنے فوجی دستوں کے ساتھ الگ
الگ مقامات پر رومی عیسائیوں سے لڑتے رہے اور اکثر ایسا ہوتا
رہا کہ جب رومی حملہ کرتے تو ان کی فوج ان کو پیچھے دھکیل دیتی، جب
ایک مدت تک یہی ہوتا رہا اور کوئی صورت رومیوں پر فتح پانے کی

نہ بن سکی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب کے پاس الگ الگ حکم بھیجا کہ سب لوگ مقام یرموک پر جمع ہو جائیں، اور تمام مسلمان اکٹھے مل کر دشمن کا مقابلہ کریں، اگر مل کر لڑو گے اور گناہوں سے بچتے رہو گے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے، تم جیسے لوگ تعداد کی کمی کی وجہ سے کبھی دشمنوں سے نہیں ہار سکتے۔

فتح یرموک

رومیوں نے جب مسلمانوں کو یرموک میں جمع ہوتے دیکھا تو انھوں نے بھی دو لاکھ چالیس ہزار فوج لاکر جمع کر دی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خط ملتے ہی یرموک کو روانہ ہوئے، پانچ دن اور پانچ راتوں میں ایسے دشوار گزار راستے سے یرموک پہنچے کہ راہ میں نہ دانا تھا نہ پانی، لق و دق، ریتیلا، چٹیل پہاڑی میدان تھا اور یہ اللہ کے بندے ہتھیلی پر جان رکھ کر سفر کر رہے تھے، جوں توں کر کے یرموک پہنچے، پہنچنے تک مسلمانوں کا لشکر چھتیس ہزار ہو گیا۔ آپ نے آکر دیکھا کہ مسلمان اپنے اپنے امیر کے ساتھ علیحدہ علیحدہ مقیم ہیں، اور یہاں علیحدہ ہی نمازیں پڑھتے ہیں تو آپ نے تمام امراء کو جمع کر کے فرمایا۔

"آج کا دن اللہ تعالیٰ کے خاص دنوں میں سے ہے، آج کسی کے لئے بڑائی اور خود ستائی مناسب نہیں ہے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جہاد کرو اور اپنے عملوں کو خالص اللہ کے لئے کر لو، آج کی کامیابی ہمیشہ کی کامیابی ہے۔ ایک ایسی قوم سے جو ہر طرح منظم ہے تمہارا

علیحدہ علیحدہ لڑنا مناسب نہیں۔ اگر انھیں جو تم سے دور ہیں یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمہارے حالات کا علم ہوتا تو وہ کبھی تمہیں اس طرح لڑنے کی اجازت نہ دیتے، اگرچہ تمہیں ان کی طرف سے کوئی حکم نہیں ملا۔ لیکن آپس کے مشورے سے اپنا ایک امیر بنالو، اور اس کی نگرانی میں دشمن کا مقابلہ کرو۔"

سب نے مل کر آپ کی رائے کی تائید کی۔ اور آپس کے مشورے سے آپ ہی کو امیر بنایا گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تیاری کی، فوج کا انتظام بالکل نئے ڈھنگ سے کیا، اس کے بعد آپ نے حضرت عکرمہ بن ابو جہل اور قعقاع بن عمرو کو دشمن پر حملہ کرنے اور آگے بڑھنے کا حکم دیا، اور جنگ شروع ہوگئی، جنگ کی آگ پورے زور شور سے بھڑک اٹھی۔ ہر طرف گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور تلواروں کی جھنکاروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اچانک دشمن کی فوج کا سردار جرجہ اپنے لشکر سے آگے نکلا اور آکر پکارا کہ خالد میرے پاس آئیں، آپ اسکے پاس پہنچے، جرجہ نے کہا۔

اے خالد میں تم سے چند باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے جوابات صحیح صحیح دینا، کیونکہ شریف آدمی کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی پر آسمان سے کوئی تلوار اتاری تھی، جو انھوں نے تمہیں دے دی اور اسی کی برکت سے تم تمام قوموں کو ہرا دیتے ہو۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہیں" بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنے نبی ﷺ کو پیدا فرمایا۔ شروع میں تو ہم نے بہت مخالفت کی اور آپ کا مقابلہ کیا، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت دی اور اسلام قبول کیا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے متعلق فرمایا "کہ خالد اللہ کی تلوار ہے جسے اس نے مشرکین پر مسلط کیا ہے۔ اور ساتھ ہی میری فتح ہو جانے کی بھی دعا فرمائی۔ اس وجہ سے لوگ مجھے سیف اللہ کہتے ہیں۔

جرجہ نے پوچھا: "جو شخص تمہارے دین میں داخل ہو جائے اس کا کیا رتبہ ہو گا؟ کیا اجر ملے گا؟

آپ نے جواب دیا: "ہم اور وہ سب برابر کے بھائی ہیں اور بیشک اسے وہی اجر و ثواب ملے گا جو ہمیں ملے گا، بلکہ ہم سے بھی زیادہ،

جرجہ نے اپنی ڈھال اُلٹ دی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو لیا، خیمہ میں جا کر غسل کیا دو رکعت نماز ادا کی، اور اسلام کی دولت سے مشرف ہوا، اور فوراً ہی آپ کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ میں آئے، دونوں نے مل کر وہ بیوں کا وہ مقابلہ کیا، کہ کوئی شخص بھی میدان میں مقابلہ پر قائم نہ رہ سکا، دونوں حملہ کرتے تو دشمن کی صفوں کی صفیں الٹ دیتے تھے، صبح سے مغرب تک لڑتے رہے، یہاں تک کہ جرجہ شہید ہو گئے۔ اسلام لانے کے وقت کی دو رکعتیں ہی جرجہ کی زندگی کا سرمایہ تھیں جو دوسروں کی ہزاروں نمازوں

سے زیادہ قیمتی تھیں۔

حضرت خالدؓ اور مسلمانوں کے حملہ کی شدت کے باعث آخرکار رومیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ رومیوں کے گھوڑے اُلٹے پیروں بھاگے تو اپنی ہی فوج کو روند ڈالا، رومی اپنی خندقوں میں گھُسے تو حضرت خالدؓ وہاں بھی پہنچ گئے جن رومیوں نے اپنے جمنے کے لئے اپنے پیروں میں بیڑیاں ڈال لی تھیں ان کی تعداد اسّی ہزار تھی، سب کے سب اسی بھاگ دوڑ میں جہنم رسید ہوئے، ایک لاکھ بیس ہزار رومی، خندقوں گڑھوں اور گھاٹیوں میں ختم ہوئے۔ میدانِ جنگ میں مرنے والے پیدل اور گھوڑے سوار اُن کے علاوہ تھے، اس لڑائی میں مسلمانوں نے جس بے جگری، جوش و بہادری سے مقابلہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت عکرمہؓ نے آواز دی کہ "مسلمانو! آؤ موت کے لئے کون بیعت کرتا ہے"! یہ سن کر حارث، ضرار اور چار سو سُورما نوجوان آگے بڑھے اور اکثر نے جام شہادت نوش فرمایا، بعض زخمی ہوئے، مرد تو مرد عورتیں بھی فوج کی مدد کرنے اور ہمت بندھانے میں پیش پیش تھیں۔ وہ میدان جنگ میں زخمیوں کو پانی پلاتیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں، اور مردوں کے دلوں میں جوشیلے الفاظ کے ساتھ غیرت و حمیت کے جذبات بھڑکاتی تھیں، مسلمان شہیدوں کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی امارت سے علیحدگی

لڑائی ہی کے دوران مدینہ سے قاصد آیا اور اس نے چپکے سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط لا کر دیا، تاکہ فوج ہمت نہ ہار جائے کیونکہ اس میں یہ خبر تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا اور ان کی جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے، اور یہ کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو تمام فوجوں کا سپہ سالار مقرر کیا گیا، لڑائی ختم ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سارے مسلمانوں کو یہ خط سنایا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے امیر نہ رہنے کا عام مسلمانوں کو بہت قلق ہوا۔ دراصل پورے عالم اسلام میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ہمت و دلیری کا دلوں پر کچھ ایسا سکہ بیٹھ گیا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ مسلمانوں کی فتح حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہے، حالانکہ ہر قسم کی کامیابی اور فتح اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے، اس لئے حضرت عمر رضؓ نے حضرت خالد کی جگہ حضرت ابو عبیدہ کو سپہ سالار مقرر فرمایا،

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بہت خوشی کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ کی ماتحتی قبول کر لی، اور آخری عمر تک ایک جانباز سپاہی کی حیثیت سے اسی جذبہ اور جوش کے ساتھ اسلام کی خدمت کرتے رہے۔

دورِ فاروقی میں حضرت خالدؓ کے کارنامے

فتح دمشق

یرموک کی فتح سے فارغ ہو کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یرموک سے بھاگنے والے رومیوں کا پیچھا کیا، مقام صفر پر آکر معلوم ہوا کہ دمشق والوں کی امداد کے لئے عیسائی حمص سے زبردست فوج بھیج رہے ہیں اس لئے آپ نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا کہ رومیوں پر حملہ کی ابتدا فحل سے کی جائے یا دمشق سے جواب آیا کہ دمشق شام کا اہم قلعہ ہے اور دارالحکومت ہے اس لئے دمشق ہی سے حملہ کی ابتدا کرو۔ البتہ فحل پر بھی اپنا ایک دستہ متعین کر دو تا کہ جب تک تم دمشق سے فارغ ہو فحل والے کچھ نہ کر سکیں چنانچہ حکم کی تعمیل میں ایک دستہ فحل بھیج دیا گیا باقی سب مسلمانوں نے دمشق پر گھیرا ڈال دیا، ستر دن گھیرا پڑا رہا، لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ موقع کی تاک میں تھے انھیں تحقیق سے معلوم ہوا کہ لاٹ پادری کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اس خوشی میں بڑے چھوٹے سب کے سب شراب و کباب میں مست ہیں، اور لڑائی سے غافل ہیں، جب رات ہو گئی تو آپ نے قلعہ کی فصیل پھاندنے کی تیاریاں شروع کیں۔ جو لوگ عراق سے آپ کے ساتھ آئے تھے انھیں ساتھ لیا، کمندیں ڈال کر فصیل پر چڑھ گئے، باقی فوج کو تیار رہنے کی تاکید کر دی اور جب

نعرۂ تکبیر بلند کیا تو ساری فوج دروازہ پر جمع ہو گئی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور چند جوانوں نے قلعہ میں گھس کر دروازہ کے تالے توڑ ڈالے، دروازہ کھلا تو ساری فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ اب تو مسلمان تلواریں چلاتے اور دشمنوں کو قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ جب صفایا ہونا شروع ہوا تو شہر والوں نے فریاد کی کہ ہمیں خالد رض کے حملہ سے بچاؤ، ہم ہر طرح صلح کے لیے تیار ہیں۔ طے پایا کہ صلح منظور ہے، اس شرط پر کہ تمام شہری اپنے سونے، چاندی اور جائیداد کا پانچواں حصہ ادا کریں اور سالانہ فی آدمی ایک دینار اور زمین سے ایک جریب گیہوں ادا کریں۔ اگر شاہی خاندان جس نے تباہی مچا رکھی تھی طے پایا کہ ان کی اور ان کے حاشیہ نشینوں کی تمام زمینیں اور سارا سامان غنیمت کا مال قرار دیا جائے۔

یہاں سے فارغ ہو کر فحل اور مرج الروم میں رومیوں سے معمولی جھڑپیں ہوئیں اور آخر کار یہ دونوں بھی مسلمانوں کے قبضے میں آئے۔

فتح حمص

جب ہرقل شاہ روم کو اپنی فوجوں کی تباہی کا حال معلوم ہوا تو وہ حمص سے بھاگ گیا لیکن حضرت ابو عبیدہ رض حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مع لشکر حمص میں آ پہنچے۔ اور شہر کو بہت سختی سے گھیر لیا۔ رومی کچھ دن تو سمجھتے رہے کہ مسلمان یہاں کی کڑاکے کی سردی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے کچھ دنوں میں تھک ہار کر واپس چلے جائیں گے لیکن مسلمانوں نے گڑھے کھود کھود کر اور آگیں جلا جلا کر سردی سے اپنے کو بچایا اور واپسی کا مطلق خیال نہ کیا۔ جب

سردی کا موسم گزر گیا تو رومیوں کی یہ آخری امید بھی جاتی رہی، مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی، مسلمانوں نے منظور کر لی، اور شہر پر قبضہ کر لیا، بعد میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ تمام جنگوں سے فارغ ہو کر اسی شہر میں آکر مقیم ہو گئے تھے اور آخر یہیں آپ کا وصال ہوا تھا، یہیں پر آپ کی اور آپ کی بیوی اور بیٹے عبدالرحمٰن کی قبریں ہیں۔

فتح حاضر

حمص کی فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو قنسرین کی طرف بھیجا راستے میں حاضر کے مقام پر رومیوں کے ایک لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی، جس کا سردار میناس تھا، دونوں فوجوں میں شدید لڑائی ہوئی میناس اور اس کے لشکر کا اکثر حصہ میدانِ جنگ میں کام آیا، جنگ کے بعد حاضر کے باشندوں نے حضرت خالدؓ کو کہلا بھیجا کہ ہم نے قیصر شاہ روم کے زور ڈالنے پر مجبوراً جنگ کی تھی لیکن ہمارا دل آپ سے لڑنے کو نہیں چاہتا تھا اس لئے آپ براہ کرم ہماری جان بخشی کر دیجئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور انھیں چھوڑ کر قنسرین پہنچے۔

فتح قنسرین

فتح حمص کے بعد حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالدؓ کو قنسرین کی طرف بھیجا۔ شہر والے پہلے ہی سے قلعہ بند ہو بیٹھے تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے شہر کا گھیرا ڈال دیا اور شہر والوں کو کہلا بھیجا کہ اس طرح قلعہ بند ہونے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اگر تم آسمان پر

بھی چڑھ جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں تمہارے پاس پہنچا دے گا۔ یا تمہیں ہمارے پاس اتار لائے گا، آخر صلح کی درخواست کرنی پڑی۔ آپ نے صلح میں طے فرمایا کہ شہر کی فصیل کو ڈھا دیا جائے۔ چنانچہ اس کو ڈھا دیا گیا، اور اس کے بعد شہر کا انتظام مسلمانوں کے حوالہ کر دیا گیا۔

ہرقل شاہ روم ان تمام لڑائیوں کی خبریں سنتا رہا۔ بالآخر اسے یقین ہو گیا کہ اب شام میں اس کی بادشاہت قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے انتہائی حسرت و افسوس کے ساتھ یہ کہتا ہوا ہمیشہ کے لئے شام سے رخصت ہوا۔ "اے شام! رخصت ہونے والے کا سلام قبول ہو، یہ ایسی جدائی ہے جس کے بعد ملاقات ممکن نہیں ہے"۔

وفات آخر وہ دن بھی آیا جب یہ مجاہد اسلام ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت ہوا۔ انتقال کے وقت فرمایا کہ میں دشمنوں کی صفوں میں ایک سو سے زیادہ لڑائیوں میں بار بار اپنی شہادت کو تلاش کرتا تھا مگر وہ نہ ملی، افسوس آج بستر پر ایڑیاں رگڑتے ہوئے اس دنیا سے جا رہا ہوں، اس طرح جان دے رہا ہوں جس طرح اونٹ جان دیتا ہے"۔

آخر میں فرمایا "کہ میرا تمام متروکہ سامان اور میری وصیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دی جائے تاکہ وہ اس کا نفاذ کر سکیں"۔

آخر ۲۱ھ کو حمص میں بستر علالت پر جان جانِ آفریں کے سپرد فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٭

حضرت خالد رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں

شام میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جاں بازی اور بہادری کے کارنامے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنے تو آپ نے فرمایا،

" خالدؓ نے اپنے کارناموں کی وجہ سے خود ہی اپنے آپ کو سپہ سالار بنا لیا ہے، اللہ ابوبکر پر اپنی رحمت نازل فرمادے وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے۔"

شہادت کے وقت جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بچنے کی امید نہ رہی تو لوگوں نے کہا کہ" آپ اپنا خلیفہ مقرر فرمادیں تو بعد میں امت کے لئے بہت آسانی رہے گی۔ آپ نے فرمایا: " اگر خالد بن ولید زندہ ہوتے تو میں انھیں خلافت سونپ دیتا، پھر جب میں اپنے رب کے حضور میں حاضر ہوتا اور وہ مجھ سے پوچھتا کہ اے عمر! تو نے امت محمدیہ پر کس شخص کو خلیفہ بنایا؟ تو میں عرض کرتا کہ اے اللہ! میں نے تیرے بندے اور حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا تھا کہ خالدؓ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ جسے اس نے مشرکوں پر مسلط کیا ہے۔"

اوصاف واخلاق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بہت اصرار کیا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بعض لغزشوں پر انہیں معزول کیا جائے تو حضرت صدیق رضؓ نے فرمایا۔

"میں اس تلوار کو ہرگز نیام میں نہ ڈالوں گا جسے اللہ تعالیٰ نے کفار پر مسلّط کیا ہے۔"

ایک مرتبہ حضرت عمرو بن العاص رضؓ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آپ کے اوصاف بتاتے ہوئے فرمایا: "وہ جنگ کی سیاست کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں موت کی پرواہ مطلق نہیں کرتے، ان میں بلّی کی سی پھُرتی ہے اور ان کا حملہ شیر کی مانند ہوتا ہے۔ حضرت خالد رضؓ خود اپنے متعلق فرماتے ہیں: "جس دن سے میں اسلام لایا، اس دن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور دوسرے صحابہ رضؓ کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات کی خبر سن کر سخت صدمہ ہوا، فرمایا: "خالد رضؓ کے مرنے سے اسلام کی فصیل میں ایک ایسی دراڑ پڑ گئی ہے جو کبھی پُر نہ کی جا سکے گی۔ کاش اللہ تعالیٰ ان کی عمر لمبی کر دیتا۔"

عین لڑائی کے وقت ایک ایک صف میں جاتے اور ساتھیوں کو جوش دلاتے ہوئے فرماتے: "اے اہلِ اسلام! صبر میں عزت ہے اور

بزدلی میں ذلت، خدا کی مدد اسی شخص کو حاصل ہوگی جو صبر اختیار کریگا۔"
پہلے اسلام لانے والے صحابہ کا حد درجہ احترام تھا! بدر میں شریک ہونیوالے ایک صحابی نے ایک لڑائی میں یہ کہتے ہوئے جھنڈا آپ کو دینا چاہا کہ تم مجھ سے بہتر لڑنا جانتے ہو تو آپ نے جھنڈا لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں یہ جھنڈا نہیں لوں گا۔ آپ اس کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں، کیونکہ آپ بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکے ہیں"۔

اہل وعیال

کئی بیویاں تھیں جن سے کثیر اولاد پیدا ہوئی۔ ایک بیٹے سلیمان تھے اسی وجہ سے آپ کو لوگ ابو سلیمان بھی کہتے تھے، ایک بیٹے عبداللہ تھے جو عراق میں شہید ہوئے۔ دو بیٹے عبدالرحمٰن اور مہاجر زیادہ مشہور ہوئے، ان کے علاوہ اور بھی بیٹے اور بہت سے پوتے تھے۔ لیکن بڑی بڑی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب شام کی مشہور بیماری طاعون میں شہید ہوئے، صرف ایوب بن سلمہ باقی رہے جو مدینہ طیبہ میں ان کے وارث ہوئے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو آپ کے قدم بہ قدم چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَ آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(۲۳ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ) (خورشید)

بچوں کے لئے نہایت ضروری کتابیں

حالاتِ صحابہ رضؓ

بچوں کے لئے آسان اردو زبان میں حالاتِ صحابہ رضؓ پر چھوٹی چھوٹی کتابیں نہایت ضروری ہیں تاکہ بچوں کے اندر دین کے جذبات بچپن ہی میں پیدا ہو جائیں اس کے لیے ہم نے "حالاتِ صحابہ رضؓ" نام سے حسبِ ذیل سلسلہ شائع کیا ہے جو بے حد مقبول ہوا۔

کتاب	قیمت
عرب کی تبلیغی جماعتوں کے قصے	-/۶۲
حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	۱/۷۵
حضرت فاروق اعظم رضؓ	-/۵۰
حضرت عثمان ذوالنورین	-/۳۱
حضرت علی رضؓ	-/۴۴
حضرت انس رضؓ بن مالک رضؓ	-/۲۵
حضرت ابوہریرہ رضؓ	-/۳۷
حضرت بلال رضؓ	-/۵۰
حضرت ابوایوب انصاری رضؓ	-/۶۲
حضرت ابوذر غفاری رضؓ	-/۳۷
حضرت ابودرداء رضؓ	-/۲۵
حضرت معاذ رضؓ	-/۲۵
حضرت سلمان فارسی رضؓ	-/۳۱
حضرت عباس رضؓ	-/۳۱
خلفاء اربعہ رضؓ	۱/۲۷
چار یار رضؓ	۱/۲۰
حضرت خدیجہ رضؓ	۱/۰
حضرت فاطمہ رضؓ	-/۶۲
حضرت سودہ رضؓ	-/۲۵
بی بی عائشہ رضؓ	-/۷۵
صحابہ کرام کی جاں بازی	-/۵۰
حکایات صحابہ	۲/۰

(ان سب کتابوں کے ملنے کا پتہ)

ادارہ اشاعت دینیات: بستی حضرت نظام الدین رحؒ نئی دہلی ۱۳

تبلیغ کیا ہے؟
از مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی
اس کتاب میں حسب ذیل چھ کتابوں کو جمع کیا گیا ہے جو حضرت
مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کے اغراض و
مقاصد کو تفصیل کیساتھ واضح کرتی ہیں قیمت مجلد کامل دو روپیہ ۲۵ نئے پیسے
اسلامی زندگی
۲۵ نئے پیسے
اصلاح انقلاب
۳۷ نئے پیسے
اصلاح معاشرت
۲۵ نئے پیسے
پیام عمل
۲۵ نئے پیسے
مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج
۲۵ نئے پیسے
دین خالص
۵۰ نئے پیسے
نماز مترجم عکسی رنگین ۱۶ نئے پیسے۔ نماز مترجم عکسی ۰ نئے پیسے
یسین شریف مترجم عکسی رنگین ۱۲ نئے پیسے
قرآن مجید مترجم وغیر مترجم۔ قاعدے، پارے گلیز ورق بھی طلب فرمائیں